



جہات

سانحہ راولپنڈی

محمدہ و نصلی علی دسولہ الکریم - اما بعد:

۱۔ اپریل ۱۹۸۸ء کو راولپنڈی اور اسلام آباد میں جو سانحہ عظیم رونما ہوا وہ قیامت صغریٰ سے کم نہیں تھا، اس حادثہ میں جان و مال کا جو نقصان ہوا کسی انسان کی زبان و قلم میں اس کے بیان کی طاقت نہیں ایک گھنٹے سے زیادہ عرصہ میں شہری آبادی پر بموں اور میزائلوں کی بارش اور ایٹمی فرائیڈی کہ الامان و الحفیظ - اس کے تصور سے ہی دل دہل جاتا ہے۔ بالخصوص ایسے وقت میں جبکہ کافی عرصہ تک شہر لویں کو پتہ بھی نہ چل سکا کہ آخر ہوا کیا ہے۔ یہ آتش و آہن کی بارش کون کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے۔ عرضیکہ ایک قیامت تھی جو اہل راولپنڈی و اسلام آباد پر گزری اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک ہنتا ہتا شہر ملیہ بن گیا۔ اسلحہ کے مراکز میں اس طرح کے واقعات پیش آجاتے ہیں۔ ترقی پذیر تو ترقی پذیر ترقی یافتہ ممالک میں بھی اس طرح کے حادثات پیش آچکے ہیں۔ وزیر عظم پاکستان نے حادثہ کی تحقیقات کے لیے ایک کمیٹی قائم کر دی ہے جس نے حال ہی میں ایک مفصل رپورٹ تیار کر کے کابینہ کے حوالے کر دی ہے اور صدر مملکت و وزیر عظم دونوں حضرات نے وعدہ فرمایا ہے کہ تحقیقات کے نتائج سے قوم کو آگاہ کیا جائے گا۔ اس لیے خواجہ خواہ قیاس آرائی کرنا قبل از وقت ہوگا! انشاء اللہ العزیز بہت جلد حقیقت قوم کے سامنے آجائے گی اور پتہ چل جائے گا کہ یہ کوئی اتفاقی حادثہ تھا یا کسی تختہ بازی کا نتیجہ۔

سانحہ تو جو گزرنا تھا گزر گیا جس کی موت مقدر تھی وہ تو واقع ہو گئی۔ جن گھروں کے چراغ گل ہونے تھے وہ تو ہو گئے۔ کوئی بھی حکومت و طاقت جانیوالوں کو داپس نہیں لاسکتی اب تو اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ مرجین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لپساندگان کو صبر جمیل کی دولت سے نوازے۔ نیز جرنجی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ ایک سخت قسم کی قومی و اجتماعی آزمائش تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں مبتلا کیا تھا۔ یہ وقت تو بہ
 واستغفار کرنے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور ثبات قدمی کا مظاہرہ کرنے کا ہے۔ کیونکہ
 ایسے مواقع پر مومنوں کا یہی رویہ ہوتا ہے اور ہونا چاہیے۔ تاہم بقول کسے چنانچہ
 نیز ہم نخواہد ماند یہ وقت گزر جائے گا اور وقت بہترین مرم بھی ہوتا ہے۔
 قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر اس قسم کے ابتلاء و امتحانات کا تذکرہ ہے اگر ان واقعات
 و آیات پر مجموعی طور سے غور کیا جائے تو چند باتیں ضرور سامنے آئیں گی۔

۱۔ اول یہ کہ ۱۰ اپریل کو اور جڑی کیپ کے ڈپو میں پیش آنے والا واقعہ عذاب خداوندی
 تھا یا آزمائش و ابتلاء؟

غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے تاہم چند علامات و احوال ایسے ہوتے ہیں جن سے ہم
 اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ عذاب تھا یا امتحان۔ کیونکہ اکثر و بیشتر عذاب و امتحان کی صورت تقریباً
 یکساں ہوتی ہے مثلاً دو شخص بیمار یا زخمی ہوں بزرگوں نے بتایا ہے اور قرآن سے ثابت ہے کہ
 اگر ایک شخص پر یاس اور ناامیدی اضطراب اور کرب طاری ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پر عذاب
 نازل ہے اور اگر دوسرے شخص میں حوصلہ ہے فطری بے چینی اور تکلیف تو ضرور ہے لیکن وہ
 اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہے اسی کو پکار رہا ہے اسی سے مدد طلب کر رہا ہے اس سے اس
 لگائے ہوئے ہے اور اس کے قلب کے اندرون میں ایک قسم کی طمانیت ہے تو سمجھ لیجئے کہ اسے
 آزمایا جا رہا ہے۔ عذاب نافرمانوں کے لیے ہوتا ہے اور آزمائش مقبولین بارگاہ ربوبیت کے لیے۔
 اس اصول کی روشنی میں اگر ہم سانحہ راولپنڈی کا جائزہ لیں تو اگرچہ یقیناً و حتماً کچھ کہنا دشوار
 ہے تاہم آثار و علامت کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ سانحہ ایک امتحان تھا جس میں پاکستانی
 قوم کو مبتلا کیا گیا۔ کیونکہ اس واقعے نے اعلیٰ و ادنیٰ متاثر و غیر متاثر عام شہری اور فوجی ملاقات
 پیشہ اور تاجر، مرد عورت، بوڑھے جوان غرضیکہ قوم کے ہر فرد کو انتہائی ہمت و جرات کے ساتھ
 مصائب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے اور ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت بخشی وزیر اعظم پاکستان اس
 وقت کراچی میں تھے وہ فوراً راولپنڈی پہنچ گئے۔ صدر پاکستان مہنی سربراہ کانفرنس میں شرکت
 کے لیے کویت میں مقیم تھے انہوں نے اپنی تمام مصروفیات کو منسوخ کر دیا اور پاکستان روانہ

ہو گئے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب مراکش کے دورے پر تھے وہ یہ خبر پاتے ہی واپس روانہ ہو گئے۔ جو شہید ہو چکے تھے انہیں تو کوئی بھی دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا تھا لیکن تمام ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر مثالی امدادی کاروائی کا آغاز کر دیا گیا۔ قوم کے جوان خون دینے کے لیے ہسپتالوں پر ٹوٹ پڑے اس جذبہ کے ساتھ کہ ہمارے خون سے ہمارے ایک مسلمان بھائی کی جان بچ جائے۔ بموں کی بارش میں ہمارے فوجی جوان آگ میں کود پڑے بلڈنگوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کو نکالنے کے لیے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ لیں۔ سکولوں کے معصوم بچے اس انفرقہری میں ادھر ادھر بکھر گئے تھے بعض لوگ جب اپنے بچوں کو سکولوں سے لینے گئے تو دوسرے بچوں کو بھی اپنی گاڑی میں بھر کر گھولائے اور پھر ایک ایک کو اس کے گھر پہنچا یا پولیس نے زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے اور لوگوں کے گھروں کی حفاظت کرنے میں مثالی کردار ادا کیا ڈاکٹروں اور نرسوں نے تو زخمیوں کے ساتھ ایسی ہمدردی اور دل سوزی کا نمونہ پیش کیا کہ دنیا عش عش کر رہی ہے۔ علاقہ کے کونسلر اور ایم۔ پی۔ اے۔ حضرت ریلیف کمپ چلنے میں مصروف ہو گئے۔ حکومت نے اپنے خزانے کا منہ کھول دیا اور صدر وزیر اعظم نے اعلان کر دیا ہے کہ وسائل کی کمی ریلیف مہیا کرنے یا معاوضہ کی ادائیگی میں ہرگز ہرگز ممانع نہیں ہوگی۔ جن مریضوں کے لیے ضروری ہے کہ ان کا علاج بیرونی ممالک میں کرایا جائے انہیں دھڑا دھڑا بیرونی ممالک روانہ کیا جا رہا ہے۔ متعدد اسلامی جماعتیں ہر شہر میں ریلیف کے لیے چندہ جمع کر کے پہنچا رہی ہیں۔ صوبہ سرحد کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ جتنے مصنوعی اعضا کی ضرورت ہوگی ان کا صوبہ پورا کرے گا۔ صوبہ سندھ کے وزیر اعلیٰ بنفس نفیس مریضوں کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہمارے صوبے کے وسائل متاثرین کی امداد کے لیے وقف رہیں گے صدر مملکت تقریباً روانہ مختلف ہسپتالوں میں تشریف لیا کہ زخمیوں کو دلاسا دیتے رہے وزیر اعظم نے حکومت کے تمام وسائل بلکہ پوری مشنری کو ریلیف میں لگا رکھا ہے۔ یہ صورت حال واشگاف انداز میں یہ واضح کر رہی ہے کہ سانحہ راولپنڈی عذاب الہی نہیں بلکہ امتحان و آزمائش تھا جس سے اس وقت پاکستانی قوم بھجوانے کا میاں بی کے ساتھ گزر رہی ہے۔

۲۔ سانحہ راولپنڈی نے جہاں یہ بات واضح کر دی کہ پاکستانی قوم ابتلا و آزمائش کا نہایت پامردی اور حوصلے سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے وہاں یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح

ہو گئی کہ چاہے آپس کے گلے شکوے کتنے ہی کیوں نہ ہوں سوائے چند بداندیشوں اور غداروں کے قوم یکشیت مجموعی متحد منظم، زندہ و بیدار ہے راولپنڈی کا واقعہ صوبہ پنجاب کا واقعہ ہے لیکن سندھ، بلوچستان، سرحد اور آزاد کشمیر کون دکھی نہیں ہے؟ صفت قائم کہاں کچی ہوئی نہیں ہے؟ الحمد للہ کہ سب ایک دوسرے کا ڈکھ باٹنے میں شریک ہیں اور جس کے پاس جتنے بھی وسائل ہیں سب اپنے وسائل لیے گوش برآواز ہیں۔ اسی کو وحدت قومی کہتے ہیں اور یہی اسلامی اتحاد کا کامل ترین نمونہ ہے۔

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست

در پریشان حالی و در ماندگی

جس طرح بھٹی میں تپانے جانے کے بعد سونا کندن بنتا ہے اسی طرح اور جڑی کیمپ کے سانچے نے پاکستانی قوم کا حقیقی چہرہ دنیا کو دکھا دیا ہے اور ان تمام پاکستان دشمن عناصر کو جو قومی اتحاد اور ملی یکجہتی کو پارہ پارہ کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں متنبہ کرتا ہے کہ انشاء اللہ ان کا یہ خواب کبھی بھی پورا نہ ہوگا اور ہر اتلا کی گھڑی میں یہ قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح یکجان اور یکجہت ہو کر گھڑی ہو جائے گی۔ کیونکہ آں ملک کا خمیر اسلام سے اٹھا ہے اور اسلام اس کی سرشت میں داخل ہے پاکستان دشمن ممالک اس کا بارگاہ تجربہ بھی کر چکے ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں جب بھارت نے پاکستان پر اچانک حملہ کر دیا تھا تو اسی کردار کا مظاہرہ پاکستانی قوم نے کیا تھا اور اس وقت کے صدر پاکستان کے صرف ایک جیلے پر پوری قوم اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور بھارت جیسے بڑے ملک کی افواج کو دم دبا کر بھاگن پڑا۔

اپنی ایک تقریر میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیا الحق نے بالکل درست کہا تھا کہ اگر روس جیسی سپر پاور یا بھارت جیسے بڑے ملک یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دس کروڑ پاکستانیوں کو اپنی طاقت کے ذریعے اڑا دیں گے تو یہ دس کروڑ پاکستانی تنکے نہیں ہیں کہ ہوا کے جھونکے سے اڑ جائیں گے ہم جنگ نہیں چاہتے ہم تو امن و سلامتی کے علمبردار ہیں لیکن اگر ہم پر جنگ مسلط کی گئی تو ہم اپنا دفاع کرنا جانتے ہیں۔

۳۔ سانچہ اور جڑی کیمپ درحقیقت ایک قومی اور ملی سانچہ ہے لیکن بعض کم ظرف لوگ اس طرح

کے سانحات کے شعلوں سے اپنے ظلمت کدہ تقدیر کو روشن کرنے کی ہدایت سے ناکام گوشش کرتے چلے آئے ہیں۔ مثلاً کہاں تو قوم اتنی بڑی آزمائش سے گزر رہی ہے بجائے اس کے اس کی دلوری کی جائے یہ کوتاہ نظر اپنے آرام وہ اور آرگنڈیشنڈ ڈرائینگ روموں میں بیٹھے بیانات کے میزائل داغ رہے تھے کہ حکومت کو استعفیٰ دے دینا چاہیے صدر مملکت کو استعفیٰ دے دینا چاہیے وزیر اعظم کو استعفیٰ دے دینا چاہیے گویا یہ میزائل اور بم صدر مملکت اور وزیر اعظم نے چلائے تھے اور استعفیٰ کے بعد اگر وزارت عظمیٰ یا صدارت کی کرسی ان کے حوالے کر دی جائے تو کچھ بھی قیامت تک اس طرح کے حادثات نہیں پیش آسکتے ایسے لوگوں کو معلوم جانا چاہیے کہ ان کے مکروہ چہرے اب بے نقاب ہو چکے ہیں قوم نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ ماضی میں ان کا کردار کیسا رہا ہے اور انہوں نے ملک کو کیسے کیسے چرکے لگائے ہیں لہذا انشاء اللہ ان کے ان مطالبات کو کبھی بھی قومی پذیرائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ آج کا دور کھوکھلے نعروں اور جھوٹے وعدوں کا دور نہیں ہے کہ کوئی مداری آئے اور ڈگڈگی بجائے اور روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر کرسی اقتدار تک رسائی حاصل کرے۔ آج کا دور عمل کا دور ہے۔ جو سیاسی جماعت تحت اقتدار تک پہنچنا چاہتی ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اسے عوامی معتقدات سے حقیقی وابستگی ہو (اور عقیدے سے وابستگی کا بہترین ثبوت عقیدے پر عمل ہوتا ہے) دوسری اہم ترین بات تنظیم ہے جو کوٹ مینٹ سے پوری ہوتی ہے اور اس سلسلے کی تیسری اہم کڑی قومی مسائل کا صحیح اوارک اور ترجیحات کا تعین ہوتا ہے۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن کی بنیاد پر سیاسی تنظیمات آگے بڑھتی اور کامیاب ناکام ہوتی ہیں۔ عوام صرف یہ دیکھتے ہیں کہ جو کوٹ مینٹ تھے۔ کامیابی کے بعد برسر اقتدار پارٹی ان پر قائم ہے یا منحرف ہو گئی ہے، اس نے جو وعدے کئے تھے اور جن ترجیحات کا تعین کیا تھا ان کی تکمیل میں وہ کس حد تک کامیاب ہوئی ہے۔ اگر ان معیارات پر سیاسی پارٹیاں پوری اتر جائیں تو وہ آئندہ انتخابات میں بجا طور پر عوام سے حمایت کا مطالبہ کر سکتی ہیں اور یقیناً انہیں عوام کی حمایت حاصل ہوگی یہ ہیں وہ اصول جن کی بنا پر جمہوری ملکوں میں عوام کی حمایت یا عدم حمایت کا نظام قائم ہے۔ محض نعرے بازی یا تلخ لڑائی، الزام تراشی یا سنگ زنی سے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ زخمیوں کے زخم ہرے ہوتے رہیں اور ان پر ننگ پاشی کی جاتی رہے۔

سانحہ راولپنڈی کو واقع ہونا تھا وہ واقع ہو گیا لیکن جس انداز میں حکومت نے متاثرین کی مدد اور دلداری کی اور جس طرح آگے بڑھ کر قوم نے ان کا دکھ بانٹا اور یا نٹ رہی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ ہم اس سلسلے میں صدر ضیاء الحق اور محمد خان جو نیچو وزیر اعظم پاکستان کی حکومت کو لائق صد تبریک سمجھتے ہیں۔

محمد یونس حسنی

اسلام کا نظم و قضاء

مولانا مفتی عبداللطیف صاحب مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

قضاء کے لغوی معنی: لغت میں قضاء یعنی انقطاع ہے۔ کہا جاتا ہے قَضَى فُلَانٌ مَخْبِيَةً یعنی فلان مر گیا۔ اس کی زندگی منقطع ہو گئی۔ قضی فلان دَمِنَاً: فلان نے اپنا قرض ادا کر لیا یعنی قرض خواہ کے مطالبہ کو قطع کر لیا۔ قرآن کریم میں اس کا فعل متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے۔

بمعنی ارادہ ”واذا قضی امر فانما یقول له کن فیکون“ (بقرہ آیت ۲۵۵)

یعنی رب تعالیٰ جب کسی امر کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ وقت مقرر کرنا۔ هو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلاً (سورہ انفصاح آیت ۱۵) یعنی وہ تو وہ ہے جس نے ہمیں مٹی سے پیدا کیا پھر تمہاری موت کا وقت مقرر کر دیا۔

۳۔ حاجت پوری کرنا ”فلما قضی ذید منها وطوا“ یعنی جب زید نے اس سے اپنی

حاجت پوری کر لی (سورہ احزاب آیت ۴) ”علا واکرنا“ ”اذا قضیتم منا مسلکم“ یعنی

جب تم مناسک حج ادا کرو (سورہ بقرہ آیت ۱۹) ”علا حکم دینا فیصلہ کرنا“ والذی

فطرنا فانقضی ما انت قاض“ قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا تو نے جو

حکم دینا ہے دیدے انما تقضی هذه الحیوة الدنیا (تو صرف ہماری اس

دنیاوی زندگی ہی کے بارے میں فیصلہ دے سکتا ہے۔) (سورہ طہ آیت ۱۸) اس آیت

کریمہ میں قضاء بمعنی حکم فی المنازعات استعمال ہوا ہے قضاء کا اصطلاحی معنی یہی